تم ملو تو عید ہو

ہما راؤ

میں نے جب پہلی بار اسے دیکھا' وہ ایک طلسمی رات تھی۔ وہ رات کتنی سہانی تھی' آسمان پر ستارے روشن تھے' ہوا اس کے اردگرد رقصاں تھی' رات کی رانی کی خوشبو' بارش کی جلترنگ بجاتی بوندیں' چاندنی رات کا سحر سب بے حد دلکش تھا۔ میں اپنے بیسٹ فرینڈ غازی سے باتوں میں مگن تھا' غازی کی بہن کی شادی کا فنکشن تھا۔

''غازی بھائی۔'' میرے عقب سے مدھم مگر بے حد دلکش آواز ابھری۔

وہ جو کوئی بھی تھی اس نے مجھے نہیں غازی کو مخاطب کیا تھا مگر میں بے ساختہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا میرے سامنے ایک چوبیس پچیس سال کی لڑکی گلابی رنگ کے لباس میں ملبوس تھی' سیاہ چمک دار بال ایک کندھے پر بکھرے تھے' سلور بڑی بالیاں اس کے کانوں میں بے حد بھلی لگ رہی تھی۔ وہ بے حد حسین تھی' اس کے حسن نے میری آنکھیں خیرہ کردی تھیں۔

''غازی بھائی' بارات کب آئے گی؟ ہمیں دیر ہوگئی تو ابو بہت ناراض ہوں گے۔'' اس کی شفاف آنکھوں میں تشویش نمایاں تھی۔ اس کی آواز میرے کانوں میں رس گھول رہی تھی' میں اسے مسلسل گھور رہا تھا' اس سے نظریں ہٹانا بے حد مشکل تھا' اتنا مکمل حسن میں نے پہلی بار دیکھا تھا۔

''زارا...... تم پریشان مت ہو' بارات راستے میں ہے دس منٹ میں آجائے گی۔'' غازی نے اسے تسلی دی۔

''غازی بھائی' امبر بھی نہیں آئی۔'' اس نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ شاید نہ آئے' اس کا فون آیا تھا وہ سیڑھیوں سے گر گئی ہے۔'' غازی نے بتایا۔

''اوہ......'' بے ساختہ اس نے ہونٹ سکیڑے۔

میرا دل چاہ رہا تھا وقت تھم جائے اور وہ کبھی یہاں سے نہ جائے' وقت تو نہیں تھما البتہ کچھ پل مزید اسے میرے سامنے ٹھہرنے کا بہانہ مل گیا۔ غازی کا بھائی علی اسے دیکھ کے لپک کے آیا اور بے تکلفانہ انداز میں اس سے گپ شپ کرنے لگا' وہ مجھے مسلسل نظر انداز کیے ان سے باتوں میں مشغول تھی۔ مجھے علی پر رشک بھی آیا اور ساتھ میں حسد کا کانٹا بھی دل میں چبھا۔ میرا انہماک اسے بار بار مضطرب کررہا تھا' اس نے بے حد کوفت سے مجھے دیکھا۔ آپ مجھے ہرگز تاڑو قسم کا لڑکا مت سمجھیے گا' یقین کیجیے میں ایک بے حد شریف النفس انسان ہوں' چھچھورے آوارہ لڑکوں کی طرح مجھے آتی جاتی' لڑکیوں کو دیکھنا بالکل پسند نہیں' میں نے ایم بی اے کیا ہے اور میں ملٹی نیشنل کمپنی میں اچھی پوسٹ پر تعینات ہوں۔ میری کالج یونیورسٹی میں کبھی کسی لڑکی سے دوستی نہیں تھی اور اس وقت بھی میری زندگی میں کوئی لڑکی نہ تھی اور نہ ہی میں حسن پرست تھا ورنہ زارا جیسی نہ سہی مگر بہت سی خوب صورت لڑکیاں کالج یونیورسٹی میں میری کلاس فیلو تھیں اور اب میری کولیگ بھی ہیں لیکن مجھے ان میں کبھی دلچسپی نہ رہی تھی' ایسا نہیں کہ انہوں نے مجھے لفٹ نہ کروائی ہو' میں بے حد جاذب نظر اور پرکشش مرد ہوں۔ خاندان میں حلقہ احباب میں ہمیشہ مجھے سراہا گیا' بہت سی لڑکیوں نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا مگر سلام دعا سے بات آگے میں نے بڑھنے نہ دی۔ علی کی کسی بات پر وہ مسکرائی اور میرے دل کے تاروں کو اس نے چھیڑ دیا تھا۔

''کیا ہوگیا ہے عمر؟'' غازی نے مجھے کہنی ماری تو میں پل بھر کو شرمندہ ہوگیا۔

مجھے یاد آیا کہ میں اپنے بیسٹ فرینڈ غازی کی بہن کی شادی میں آیا تھا اور زارا غازی کی غالباً کوئی رشتہ دار تھی' جسے میں دلیرانہ انداز میں تک رہا تھا۔ غازی کب سے برداشت کررہا تھا نجانے کتنے لوگ مجھے دیکھ چکے ہوں گے۔

''میں پانی پینا چاہتا ہوں۔'' میں بہانہ بنا کر غازی

For more visit (exponovels.com)

کے پاس سے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر میں بارات آ گئی اور رسمیں ہونے لگی' غازی بھی مصروف ہوگیا تھا۔ زارا میری نظروں سے اوجھل ہوگئی تھی۔ میں بے حد اداس ہوگیا تھا' میں نے کھانا بھی نہیں کھایا میری نگاہیں اسے ڈھونڈ رہی تھیں مگر وہ نجانے کہاں چھپ گئی تھی۔ بارات رخصت ہوگئی' سب مہمان چلے گئے مگر میں وہیں تھا جہاں وہ چھوڑ گئی تھی۔

رات گئے میں اپنے فلیٹ پر آیا' نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی' ساری رات بے چین رہا۔ میں رات کے جاوداں لمحہ میں قید ہوگیا تھا' دل کے جذبات' دماغ کی سوچ پر صرف وہ حاوی تھی۔ دوسرے دن میرا فون بجا' اسکرین پر غازی کا نام دیکھ کر میرے لبوں پر مسکراہٹ کوندی۔

''ہیلو۔'' میں نے کہا۔

''یار آج ولیمے میں ضرور آنا۔'' غازی نے یاد دہانی کروائی۔

''میں ضرور آؤں گا۔'' میں نے جوش سے کہا۔

''آنا سو بار آنا مگر کل والی حرکت مت کرنا۔'' غازی نے مجھے ٹوکا۔

''یار ایسا پہلی بار ہوا ہے۔'' میں شرمندہ ہوا۔

''اٹس او کے۔'' غازی نے میری شرمندگی محسوس کرکے نارمل انداز میں کہا۔

''وہ کون تھی؟'' میں نے جھجکتے ہوئے کہا۔

''وہ میری امی کی کزن کی بیٹی ہے۔'' غازی نے بتایا۔

رات کو میں نے اپنا بہترین سوٹ نکالا اور دل لگا کے تیار ہوا اور وقت سے پہلے پہنچ گیا۔ اتنی جلدی کے ابھی ہال میں کوئی مہمان نہ آیا تھا' اپنی جلد بازی پر میں مسکرایا۔ تھوڑی دیر میں غازی آیا اور مجھے خود سے پہلے دیکھ کے بری طرح چونکا۔

For more visit (exponovels.com)

"خیریت ہے؟" اس نے مجھے گھورا۔

"نہیں۔" میں نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیوں' کیا ہوا؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"مجھے رات والی لڑکی سے محبت ہوگئی ہے۔" میں نے لگی لپٹی بغیر صاف کہا' میری نیت صاف تھی۔

"اوہ......تو یہ معاملہ ہے۔" غازی سوچ میں پڑ گیا۔

"میرے دوست مجھے تیری مدد کی ضرورت ہے۔" میں نے منت بھرے انداز میں کہا۔

"شادی ختم ہوجائے پھر اس موضوع پر بات کرتے ہیں۔" غازی نے مصروف انداز میں کہا اور میں فنکشن دیکھ کے آہ بھر کے رہ گیا' صبر کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ میں بے چینی سے زارا کا منتظر تھا۔ میں نے کبھی اس شدت سے کسی کا انتظار نہ کیا تھا۔

"اور اگر وہ آج نہ آئی تو......" دل میں خوف پیدا ہوا تو میں اس کے آنے کی دعا کرنے لگا۔

مہمانوں کے آنے کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا' کافی دیر گزر گئی تھی مجھے فنکشن دیکھنے کی آرزو نہ تھی زارا کو دیکھنے سے قبل ولیمے میں آنے کا قطعاً ارادہ نہ تھا' آج مجھے اپنے بہت سے کام تھے۔ میرا تعلق سندھ کے ایک گاؤں سے تھا' میرا خاندان وہیں رہائش پذیر تھا' ہمارا مشترکہ خاندانی نظام بہت مضبوط تھا۔ میرے والد چار بھائی تھے' چاروں میں اتفاق و محبت کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ چاروں بھائی زمین دار اور ایک ہی حویلی میں رہتے تھے' کھانا پکانا بھی ایک ہی جگہ تھا۔ میں خاندان کا پہلا لڑکا تھا جو بے حد قابل تھا ورنہ سب میٹرک کے بعد زمین داری کرتے رہے' میری قابلیت پر سب خوش تھے۔ میں کراچی میں جاب کی وجہ سے مقیم ہوں اور پندرہ دن بعد دو دن کے لیے جاتا ہوں اگر میں یہ کہوں اپنی شرافت' لیاقت اخلاق کے باعث میں ہر دلعزیز تھا تو بے جا نہ ہوگا۔

اچانک سامنے سے مجھے وہ آتی نظر آئی' دل کی دھڑکنیں بے حد تیز ہوگئی تھیں۔ اس کا چاند چہرہ خواتین کے ہجوم میں نمایاں تھا' نجانے مجھے کیا ہوا میں بے قرار ہو کر اس کی جانب بڑھا۔ سی گرین رابنسی فراک' پرپل چوڑی دار پاجامہ اور بڑا سا پرپل کامدار دوپٹہ اوڑھے' آج فرنچ جوڑا بنایا تھا۔ دونوں ہاتھوں میں کانچ کی چوڑیاں پہنے' لائٹ میک اپ کیے وہ کل سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔ وہ میرے پاس سے گزر گئی اس کی اونچی ہیل کی ٹک ٹک میرے دل میں گدگدی کر گئی تھی۔ میں تیزی سے اس کے پیچھے گیا کہیں وہ ہجوم میں جا کر نہ بیٹھ جائے۔

"السلام علیکم!" میں نے اس کے سامنے آ کر بے حد اعتماد سے کہا۔

"وعلیکم السلام!" اس کی آنکھوں میں حیرت نمایاں تھی' میں راستہ روکے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میرا نام عمر دراز ہے۔" میں نے اپنا تعارف کروایا۔ میں نے کہہ کر اس کی آنکھوں میں جھانکا جہاں الجھن تھی۔

"میں غازی کا دوست ہوں۔" میں نے مزید کہا۔ وہ کچھ کہے بنا سائیڈ سے گزر گئی' اس کی آنکھوں میں میرے لیے ناپسندیدگی نہیں تھی میرے لیے یہ بات قابل اطمینان تھی۔

وہ اپنی ہم عمر لڑکیوں میں بیٹھ گئی اور میں اس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا تھا' میں اسے گاہے بگاہے دیکھ رہا تھا' وہ بھی نگاہیں چرا کے مجھے دیکھ لیتی تھی۔ کچھ دیر میں سب کھانا کھانے لگے وہ بے حد نفاست سے بریانی کھا رہی تھی' مجھے کہاں ہوش تھا کہ میں اپنے لیے کھانا نکالتا۔ میرا وہاں سے ہلنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا' بھوکا رہنا منظور تھا' اس نے کھانا کھاتے ہوئے سب کو دیکھا اور مجھے خود کو گھورتا دیکھا تو ایک دلکش مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھر گئی' میں بھی مسکرا دیا۔ کچھ دیر میں وہ تھی اور الوداعی نظروں سے مجھے دیکھا اور چلی گئی' میں بے بسی سے اسے دیکھنے لگا وہ اپنے ساتھ ساری رونق لے گئی تھی۔ میں غازی سے مل کے اپنے گھر آ گیا' ساری رات میں ایک پل کے لیے سکون سے نہیں سو سکا' میری آنکھوں میں

For more visit (exponovels.com)

زارا کا مسکراتا چہرہ آتا اور چھن سے غائب ہو جاتا۔

❁……۞……❁

صبح میں اپنے گاؤں کے لیے روانہ ہوگیا تھا مجھے اچانک دیکھ کے سب بے حد خوش ہو گئے تھے۔

''عمر…… کھانا لاؤں تمہارے لیے؟'' میرب نے مجھ سے پوچھا۔ وہ میری تایا زاد تھی اور بے حد محنتی اور سلیقہ شعار لڑکی تھی۔

میرب نے چکن بریانی اور کھیر بہت لذیز پکائی تھی' میں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ امی مجھے رغبت سے کھاتا دیکھ کے بے حد خوش ہو رہی تھیں۔ امی مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتی تھیں میں نے بھی ہمیشہ ان کا ہر حکم مانا تھا جس پر انہیں ناز تھا۔ اس رات عشاء کی نماز کے بعد ابو اپنے تینوں بھائیوں کے ساتھ بیٹھک میں براجمان تھے' ان کی یہ محفل خاصی طویل ہوگئی تھی' میں کھلے صحن میں لیٹا سوچ رہا تھا زارا سے کس طریقے سے اظہار محبت کروں۔

اتنے میں امی اور میرے سب تایا چچا صحن میں آ گئے' امی نے فوراً میرے ماتھے کو چوما' تایا چچاؤں نے ابو نے گلے لگایا' کزنز نے شریر نظروں سے مجھے دیکھا اور میرب اٹھ کے اندر چلی گئی۔

''مبارک ہو۔'' سب ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے' میں حیرت سے سب کو دیکھ رہا تھا۔

''کس بات کی مبارک باد' کوئی پرائز بانڈ نکل آیا ہے کیا۔'' میری نگاہوں کی الجھن میری امی سے پوشیدہ نہ تھی۔

''بیٹا ہم نے تیری اور میرب کی شادی طے کر دی ہے۔'' امی نے خوشی سے بتایا' میں بے یقینی سے انہیں دیکھنے لگا۔ ان کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا' تایا ابو تو کھلکھلا کے ہنس رہے تھے' میرب ان ہی کی بیٹی تھی۔

مجھے پر جیسے سکتہ ہو گیا تھا' میں کسی سے کہے بنا' تیزی سے اٹھ کے اپنے کمرے میں آ گیا۔

''یہ تو لڑکیوں کی طرح شرما گیا۔'' چچا کی عقب سے آواز سنائی دی۔

''سامنے ابا اور تایا ابو جو بیٹھے ہیں۔'' جواد نے جواب دیا' امی میرے کمرے میں آ گئیں۔

''عمر بیٹا۔'' انہوں نے محبت بھرے انداز میں پکارا' میں نے شکوہ بھری نگاہوں سے انہیں دیکھا۔ میرے چہرے پر حزن و ملال ثبت تھا' امی جان سمجھ گئیں میں اس فیصلے سے خوش نہیں' ان کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔

''امی میری زندگی کا سب سے اہم فیصلہ کرتے ہوئے مجھ سے پوچھنا تک گوارا نہیں کیا گیا۔'' میں نے دکھ سے کہا۔

''بیٹا…… میرب بہت اچھی لڑکی ہے اور تُو نے پہلے کب میرا کوئی حکم ٹالا ہے جو میں اب پوچھتی۔'' انہوں نے پیار سے کہا۔

''امی میں میرب سے شادی نہیں کر سکتا' مجھے زارا پسند ہے۔ آپ نے میرب میں کیا دیکھا' کیا وہ میرے قابل ہے؟ امی وہ کم عقل ان پڑھ' بدصورت لڑکی ہے' میں اس کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتا۔'' میں غصے میں بنا سوچے بولتا گیا۔

''بیٹا اس بات کو بھول جاؤ کہ تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے ہمارے خاندان میں ذات برادری سے باہر شادی کا رواج نہیں ہے اور میرب میں کوئی برائی نہیں' وقت گزرنے کے ساتھ تمہیں پسند آ جائے گی۔'' امی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

''امی…… مجھ پر رحم کریں' میں یہ شادی نہیں کر سکتا۔'' میں نے منت بھرے انداز میں کہا۔

''بیٹا…… یہ سب کا مشترکہ فیصلہ ہے اس میں بحث اور غور و فکر کی کوئی گنجائش نہیں اور میری بات یاد رکھنا بیٹا' ہم نے تمہارے لیے بہتر فیصلہ کیا ہے۔'' امی نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔

''امی میں نے کبھی میرب کے لیے ایسا نہیں سوچا اور مجھے کسی لڑکی سے محبت ہوگئی ہے' آپ زبردستی شادی کر دیں گے مگر میرا دل کبھی اس رشتے کو نہیں اپنا سکے گا۔'' میں بے بسی سے بولا۔

For more visit (exponovels.com)

امی اور خالہ کے آگے میں نے منتیں کیں وہ میری دلجوئی کرتی رہیں مگر ان کا کہنا تھا میرب سے شادی نہ کرنے سے ہمارا مشترکہ خاندانی نظام تباہ ہوجائے گا اور سب کے دلوں میں دراڑ آجائے گی۔ میرا انکار خاندان کے لیے بربادی کا سبب بن جائے گا۔ میں نے خود کو کمرے میں بند کرلیا' میرے ساتھ ناانصافی ہورہی تھی۔ امی نے بہت سمجھایا مگر میرا انکار اقرار میں نہ بدلا۔ میں دوسرے دن واپس بوجھل دل کے ساتھ گھر سے کراچی کے لیے نکل گیا۔ اپنی خوشی میں مگن سب گھر والوں نے مجھے خوشی خوشی رخصت کیا تھا' میری اداسی پریشانی سب کے لیے بے معنی تھی۔ ایک طرف زارا تھی اس کے دل کی خوشی تھی دوسری طرف گھر والوں کی خوشی خاندانی رسم و رواج' میرا دل ڈوب رہا تھا۔

❁......❁......❁

کون اس راہ سے گزرتا ہے
دل یونہی انتظار کرتا ہے
دھیان کی سیڑھیوں پر پچھلے پہر
کوئی چپکے سے پاؤں دھرتا ہے
دل تو اپنا اداس ہے ناصر
شہر کیوں سائیں سائیں کرتا ہے
شہر کیوں سائیں سائیں کرتا ہے......شہر کیوں؟

میں غازی کے سامنے بیٹھا تھا' اسے سب کچھ سچائی سے بتادیا یہ بھی کہ میں زارا سے شادی کرکے رہوں گا۔ غازی اس بات کے حق میں نہیں تھا کہ میں زارا سے شادی کروں' اس کا موقف تھا کہ اس کے خاندان میں زارا کو بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ میرب سے شادی کرنا ہی عقل مندی ہے' میں نے اس کی ہر دلیل کو رد کردیا تھا۔ ایک طویل اور گرماگرم بحث کے بعد کچھ دیر خاموشی کا راج رہا اور بالآخر غازی نے میری بات مان لی نہ صرف بات مانی بلکہ زارا سے رابطہ کروانے کا وعدہ بھی کیا تھا۔

دوسرے دن غازی نے مجھے فون کرکے بلایا' میں اس کے گھر گیا وہاں زارا آئی ہوئی تھی۔ مجھے اس سے دل کی بات کہنی تھی' غازی اور میں باتوں میں مگن تھے' دوسرے کمرے میں زارا امبر کے ساتھ بیٹھی تھی۔ امبر شادی کے بعد پہلی مرتبہ میکے رہنے آئی تھی' امبر اور زارا قریبی سہیلیاں تھیں۔ غازی نے میرے دل کے جذبات امبر تک پہنچادیے تھے' امبر بہانے سے چائے کے لیے اٹھ گئی اب زارا تنہا تھی۔ غازی کا اشارہ ملتے ہی میں اندر چلا گیا۔

''السلام علیکم!'' میں نے اس کے قریب جا کر دھیمے سے کہا' وہ مجھے اچانک دیکھ کر بری طرح چونکی اور ڈر کے کھڑی ہوگئی۔

''گھبراؤ مت' آرام سے بیٹھو۔'' میں اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟'' اس نے خفگی سے کہا۔

''تمہیں دیکھنے۔'' میں نے کمال اطمینان سے کہا۔

''کیا مطلب؟'' اس نے قدرے غصے سے کہا۔

''زارا...... میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔'' میں نے کہا۔ وہ بیٹھ گئی اور میری طرف الجھن سے دیکھنے لگی۔

''زارا...... میں تمہیں بتا نہیں سکتا' تمہیں پہلی بار دیکھنے کے بعد سے میرے دل کی دنیا بدل گئی ہے۔ میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں اور یہ سچ ہے کہ میں نے زندگی میں پہلی بار کسی سے محبت کی ہے' میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔''

''آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟'' اس کی آواز میں نرمی تھی۔ اس کی آنکھوں کے تاثر میرا حوصلہ بڑھا رہے تھے۔

''تھوڑی سی جگہ دل میں۔'' میں نے محبت سے کہا۔

''یہ زندگی کے فیصلے ہیں آپ کچھ عجلت پسندی سے کام نہیں لے رہے؟'' اس نے سوال کیا۔

''اس عجلت پر مجھے ناز رہے گا۔'' میں نے شوخی سے کہا' وہ دھیمے سے مسکرادی۔

''سیانے کہتے ہیں لڑکی کی مسکراہٹ میں خاموشی

For more visit (exponovels.com)

میں اس کی رضامندی ہوتی ہے۔" میں نے چھیڑا۔

"سیانے کہتے ہیں تو ٹھیک ہی کہتے ہوں گے۔" اس نے براہ راست میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑے اعتماد سے کہا۔ میں بے ساختہ ہنس دیا' میں بہت خوش تھا۔ اس نے مجھے اپنا سیل نمبر دیا' میں ڈرائنگ روم سے باہر آیا' میرا دمکتا چہرہ میری خوشی عیاں کررہا تھا۔

"مبارک ہو محبت فاتح عالم۔" غازی نے شرارت سے کہا۔

"شکریہ میرے دوست۔" میں اس کے پہلو میں جا بیٹھا۔

آج میں انوکھی خوشی سے آشنا ہوا تھا' غازی نے امبر کے ساتھ مل کر زارا کے گھر والوں سے بات کی' انہوں نے مجھے ملنے کے لیے بلایا۔ وہ روشن خیال لوگ تھے' مجھ سے مل کے خوش ہوئے اور رضامندی دے دی۔ شادی البتہ چھ مہینے تک کرنے کا کہا' غازی نے انہیں بتادیا تھا میرے والدین راضی نہیں ہیں لیکن میں زارا کو الگ رکھوں گا۔ انہیں کوئی اعتراض نہ تھا مجھے خدشہ تھا وہ انکار کردیں گے کہ پہلے والدین کو لے کر آؤں لیکن وہ خاصے معاملہ فہم لوگ تھے۔ میری اور زارا کی فون پر گھنٹوں بات ہوتی تھی اور دوسرے تیسرے دن ملاقات بھی ہوتی تھی۔

"زارا...... تم نے میری محبت کو قبول کرکے بہت بڑی خوشی سے ہمکنار کردیا ہے۔" میں نے وارفتگی سے اس کے حسین چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ محض مسکرادی' میں اسے اپنی محبت اپنے جذبوں' بے قراریوں کی داستان سناتا رہتا' وہ میری محبت کی شدتوں پر نازاں رہتی۔

"تمہیں مجھ سے اتنی محبت نہیں ہے جتنی میں کرتا ہوں۔" میں شکوہ کرتا۔

"شاید۔" وہ بے نیازی سے کہتی۔

"شاید نہیں یقیناً۔" میں یقین سے کہتا۔

"کیا فرق پڑتا ہے؟" وہ ہنستی۔

"فرق تو پڑتا ہے۔" میں بضد ہوتا۔

"ہاں فرق پڑے گا اگر تمہاری محبت میں کمی آئی تو؟" اس نے ادا سے کہا۔

"ایسا تو کبھی نہیں ہوگا۔" میں نے جلدی سے کہا میرے یقین نے اسے شرما دیا۔

امی کا فون آیا' میرے تایا ابو کی طبیعت خراب ہے' ہارٹ اٹیک ہوا ہے ان کو اور یہ دوسرا اٹیک تھا۔ وہ ہسپتال میں ایڈمٹ ہیں' مجھے فوراً بلایا گیا' میں نہ چاہتے ہوئے بھی جانے پر مجبور تھا اگر تایا نے اپنی خوشی کے لیے زبردستی میرب کا رشتہ نہ کیا ہوتا تو میں پریشان ہوکر دوڑا جاتا مگر انہوں نے اپنی من مانی کی تھی میں دل میں سب سے خفا تھا' امی کا کہنا مان کے آ گیا تھا۔

گھر آیا تو بیشتر لوگ ہسپتال میں تھے' میرب میری چچا زاد آمنہ' اسماء گھر پر تھیں۔ سلام کرکے میں اپنے کمرے میں آ گیا۔

"کھانا لاؤں؟" میرب نے کچھ دیر بعد آ کر پوچھا۔

"نہیں۔" میں نے اس کی طرف دیکھے بنا روکھے پن سے کہا۔

"چائے؟" اس نے دھیمے سے پوچھا۔

"نہیں نہیں نہیں......" میں نے چلا کے کہا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار تھا' وہ بے یقینی سے مجھے دیکھتی رہی پھر جھٹ سے باہر نکل گئی۔

میں لیٹتے ہی سو گیا اور پھر فریش ہوکر ہسپتال گیا۔ تایا خاصے کمزور لگ رہے تھے مجھے دیکھ کر ان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

"عمر بیٹا' میرب کا خیال رکھنا۔" انہوں نے بمشکل کہا سانس اکھڑنے لگی تھی۔ میں نے ان کا ہاتھ تھام لیا' وہ بہت تکلیف میں تھے۔ میں نے ان کے دل کے سکون کے لیے ان سے وعدہ کرلیا۔ "میں میرب کو ہمیشہ خوش رکھوں گا۔"

انہیں شاید مجھ سے وعدہ ہی چاہیے تھا' رات کے

For more visit (exponovels.com)

وقت ان کا انتقال ہوگیا۔ صدمہ گہرا تھا مگر وقت مرہم تھا' میں ہفتہ تک ساتھ رہا' پھر واپس کراچی آ گیا۔ زارا بہت پریشان تھی' اس ایک ہفتے میں' میں اسے زیادہ توجہ نہیں دے پایا تھا۔ بات تو روزانہ ہوتی تھی مگر گھر میں لوگوں کی آمدورفت اور پریشانی کی وجہ سے میں خود بھی پریشان تھا۔ اس سے محبت اور رومانس کی باتیں کیسے کرتا' آنے کے دوسرے دن ہی میں اس سے ملا اور اس کے لیے بہترین گفٹ خریدا تھا' ہم نے ڈنر کیا اور بہت ساری باتیں' وہ بے حد خوش تھی۔ گھر آ کر میں نے اسے میرب کے اور اپنے رشتہ اپنی بے بسی کا بتایا وہ روہانسی ہوگی۔ اسے خوف تھا میں اسے چھوڑ نہ دوں' میں نے اس سے وعدہ کیا اسے یقین دلایا کہ وہ میری ہے اور میری ہی رہے گی اور میں اس کا رہوں گا۔ میرب سے وقت آنے پر انکار کردوں گا' وہ مطمئن ہوگئی اسے مجھ پر اعتبار تھا۔ مجھے گاؤں سے آئے کچھ ہی دن ہوئے تھے امی کا فون آیا کہ میں گھر آ جاؤں تائی بیمار ہیں' مجھ سے ملنا چاہتی ہیں' میں دو دن بعد گاؤں چلا گیا۔ تائی نے تایا کا صدمہ کچھ زیادہ ہی لے لیا تھا' انہیں بخار رہنے لگا تھا اور وہ بے حد کمزور نظر آ رہی تھی۔ رات ان کی طبیعت خاصی خراب تھی۔ دوسرے دن جمعہ پڑھ کے میں آیا تو بیٹھک میں ایک مرتبہ پھر محفل جمی ہوئی تھی۔

''بیٹا' آج تیرا نکاح ہے۔'' امی نے فوراً کہا۔ میں حیران ہوا' اتنے میں کمرے میں ابو اور چچا بھی آ گئے۔

''اس طرح...... اتنے اچانک یہ کیسے ممکن ہے؟'' میں نے تلخی سے کہا۔

''بیٹا...... بھابی کی طبیعت بہت خراب ہے انہیں اپنی زندگی پر بھروسہ نہیں ہے اسی لیے وہ جلد نکاح کرنا چاہتی ہیں۔'' چچا نے جواب دیا۔

''چچا جان...... تائی کو سمجھایا جا سکتا ہے۔'' میں نے نرمی سے کہا۔

''ہم بہت سمجھا چکے ہیں اور پھر ان کی خواہش پوری کرنے میں حرج بھی کیا ہے' شادی تو تیری میرب سے کرنی ہی ہے۔'' ابو نے سپاٹ انداز میں کہا۔

میں دلیلیں دے کے تھک گیا اور آخرکار رات دو بجے سب نے مجھے مجبور کردیا۔ امی نے ہاتھ جوڑے' آنسو بہائے ابو کا غصہ' چچا کی طنزیہ گفتگو' بہنوں کی منتیں میں ہار گیا۔ دل تو چاہا سب کو چھوڑ کے ہمیشہ کے لیے چلا جاؤں مگر امی کی دی ہوئی قسمیں مجھے ہرا گئیں۔ میں نے زارا کو فون کیا اور رو دیا۔

''مجھے معاف کردینا زارا...... میں بے وفا نہیں ہوں۔'' وہ ساکت تھی' اس نے فون بند کردیا' میرا دل تڑپ کے رہ گیا۔

ظہر کے بعد میرا نکاح ہوگیا' میرب کو میرے کمرے میں میری بہنوں نے پہنچا دیا' مجھے اس پر شدید غصہ تھا مگر ضبط کررہا تھا۔ میری بہنوں نے بیوٹیشن کو گھر پر بلایا تھا' جو کب سے اسے سنوارنے میں مصروف تھیں۔ عشاء کے بعد زبردستی کزنز کے دھکیلنے پر میں اپنے کمرے میں آیا' جہاں میرب عروسی جوڑا پہنے میرے بیڈ پر براجمان تھی' میں نے بے حد غصے سے اسے دیکھا۔ اتنے میک اپ کے بعد بھی اس میں کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا لیکن عام روٹین کی نسبت آج قدرے بہتر لگ رہی تھی۔ بھاری زیورات' میچنگ چوڑیاں' موتیا اور گلاب کے کنگن' مہندی کے دلکش ڈیزائن اس کی سج دھج دیکھ کے زارا یاد آ گئی۔ اس جگہ زارا کو ہونا تھا' میرے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔

''میرے سر میں بہت درد ہے' میں سونا چاہتا ہوں۔'' میں نے لائٹ آف کی اور بیڈ پر آ کر لیٹ گیا' اس نے کیا سوچا اس کے دل پر کیا گزری میں بے خبر تھا۔

دوسرے دن میں اٹھ کر بنا' میرب سے بات کیے باہر آ گیا گھر میں سادگی سے ولیمے کی تقریب کی گئی تھی۔ دن بھر میں دوستوں میں رہا' شام کو کمرے میں آ کر میں نے اپنی پیکنگ کی اور کراچی جانے کا فیصلہ کیا' میں نے سوچ لیا تھا زارا کو منالوں گا اور اس سے شادی کرکے کراچی ہی رہوں گا۔

For more visit (exponovels.com)

"امی میں کراچی جا رہا ہوں۔" میں نے بیگ اٹھا کر کندھے پر ڈالا۔ امی نے مجھے روکنا چاہا میری خوب منت سماجت کی مگر سب اکارت گیا مجھ میں عجیب طرح کی سرد مہری اور بے رخی آ گئی تھی۔ میں کراچی آ گیا اور آتے ہی غازی سے ملا غازی نے مجھے مبارک باد دی' میں نے اسے کھری کھری سنائیں۔

زارا سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر وہ میری کال ریجکٹ کر دیتی' نمبر آف کر دیتی۔ میں ایس ایم ایس پر اسے منانے کی کوشش کرتا مگر جواب نہ آتا' غازی سے پتا چلا کہ زارا اپنے گاؤں گئی ہے اور پندرہ دن تک نہیں آئے گی' میں تڑپ کر رہ گیا۔ ایک دن زارا کا میسج آیا۔

آؤ جانچ لیتے ہیں
درد کے ترازو پر
کسی کا درد کہاں تک ہے
کچھ عزیز لوگوں سے
پوچھنا تو پڑتا ہے
آج کل محبت کی
قیمتیں کہاں تک ہیں

میں نے اسے محبت کا یقین دلایا اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کا بتایا اس نے مجھے معاف کر دیا اور پہلے کی طرح ہم میں رابطہ قائم ہو گیا۔ مجھے گاؤں سے آئے تین مہینے ہو گئے تھے۔ میں بھول گیا تھا میں ایک رات کی دلہن میرب کو چھوڑ کے آیا ہوں۔ زارا نے مجھے کہا کہ میں میرب کو فون کر کے اپنا اور اس کا تعلق واضح کر دوں' میں نے ایسا ہی کیا' زارا کی موجودگی میں اسے فون کیا۔

"ہیلو میرب۔" اس کی آواز سنتے ہی میں نے تیزی سے کہا۔

"جی کیسے ہیں آپ؟" ایک بے قراری سی اس کے لہجے میں تھی۔

"میرب میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں' تمہاری میری شادی بے جوڑ ہے' تم میری آئیڈیل نہیں ہو۔ تم واجبی سی پڑھی لکھی گھریلو لڑکی ہو' زندگی کی شاہراہ پر میرے ساتھ قدم سے قدم ملا کر نہیں چل سکتی۔ ہماری کبھی ذہنی ہم آہنگی نہیں ہو سکتی' میں نے بہت احتجاج کیا مگر مجھے مجبور کیا گیا ہے اس شادی کے لیے' میں زارا سے محبت کرتا ہوں وہ مکمل لڑکی ہے اور میں اس سے شادی کروں گا۔" میں نے زارا کی طرف دیکھتے ہوئے فخر سے کہا۔ میرب کو ایسے لگا جیسے سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا گیا ہو وہ ساکت کھڑی رہ گئی۔

"تم سن رہی ہوناں؟" میں نے تصدیق چاہی۔

"جی۔" وہ سسکی' مگر میں بہت خوش تھا' زارا جو خوش تھی۔

"آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟" میرب نے پوچھا۔

"میرا خیال دل سے نکال دو اور کہیں اور گھر بسانے کا سوچو۔" میں نے مشورہ دیا۔

"یہ ناممکن ہے۔" غصے سے میرب نے فون پٹخ دیا تھا۔

"یہ لڑکی واقعی دیہاتی اور کم عقل ہے۔" زارا نے ناگواری سے کہا۔

"بالکل۔" میں نے تائید کی۔

"اب تمہارے کیا ارادے ہیں؟" زارا نے پوچھا۔

"ارادے تو نیک ہیں مگر تمہارے دل کا کچھ پتا نہیں۔" میں نے معنی انداز میں کہتے ہوئے اسے چھیڑا۔

"تمہاری شادی کا میں نے ابو امی کو بتا دیا تھا۔" زارا نے یاسیت سے کہا۔

"یہ کیا غضب کیا؟" بے ساختہ میرے منہ سے نکلا۔

"یہ باتیں چھپ نہیں سکتیں۔" زارا گویا ہوئی۔

"اب کیا ہوگا؟" میں پریشان ہوا۔

"ان کی ایک شرط ہے اسی صورت میں ہماری شادی ممکن ہے۔" زارا نے تشویش سے کہا۔

"مجھے ہر شرط منظور ہے۔" میں بے قراری سے

For more visit (exponovels.com)

بولا۔

"وہ چاہتے ہیں تم فلیٹ میرے نام کرو۔" زارا نے صاف لفظوں میں اپنے مستقبل کا تحفظ چاہا۔

"مجھے یہ شرط منظور ہے۔" میرے پیار کے جذبوں میں اعتماد موجزن تھا۔ میں نے بے حد وارفتگی سے اسے دیکھا' میری آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھ کر وہ بے حد مطمئن نظر آ رہی تھی' اس کے چہرے کی رنگت اور بھی نکھر گئی تھی۔

"میں نے دو کمروں کا فلیٹ خرید لیا تھا' یہ صاف ستھرا مناسب فلیٹ تھا' ایک دوست نے بے حد مدد کی' میرے پاس پیسے کم تھے اس کا یہ فلیٹ تھا۔ آدھی پے منٹ میں نے کر دی تھی' آدھی بقایا میں نے قسطوں میں کرنی تھی' ایک سال بعد فلیٹ میرے نام ہو جاتا' فلیٹ البتہ اس نے خالی کر دیا تھا میں فلیٹ میں شفٹ ہو گیا اور بے حد خوش تھا۔

امی کا فون آیا تو انہوں نے بتایا تھا میرب کو خاصا تیز بخار ہے' انہوں نے تنبیہ کی تھی میں نہ صرف اسے فون کروں بلکہ گاؤں آنے کی تیاری کروں۔ ان کا بہت بڑا حکم میں مان چکا تھا' اس سے آگے میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا' میں نے اسے فون کیا اور گاؤں جانے کا بھی میرا کوئی ارادہ نہ تھا۔

ایک دن میرب نے مجھے شاعری بھیجی۔

یہ کوئی دعا نہیں
میرے ہمسفر ابھی سوچ لے
تو میری جبین پر لکھا نہیں
میرے ہمسفر ابھی سوچ لے
ابھی راستہ بھی ہے دھول میں
ابھی فائدہ بھی ہے بھول میں
ابھی مجھ کو تجھ سے کوئی گلہ نہیں
میرے ہمسفر ابھی سوچ لے
میں جنم جنم سے ناراض ہوں
میں جنم جنم سے اداس ہوں
میں کبھی بھی کھل کے ہنسا نہیں
میرے ہمسفر ابھی سوچ لے
تو ہے خواب خواب پکارتا
میری آنکھوں میں نہیں اشک بھی
میں مدتوں سے جیا نہیں
میرے ہمسفر ابھی سوچ لے
تجھے خوشیوں کی ہے آرزو
تجھے روشنی کی ہے جستجو
میں ہوا نہیں' میں دیا نہیں
میرے ہمسفر ابھی سوچ لے
تجھے آنسوؤں کا پتا نہیں
تجھے رتجگوں کا پتا نہیں
میرے ہمسفر ابھی سوچ لے
کبھی چھوٹ سکتا ہے درمیاں
نہ زمیں ملے گی نہ آسماں
تجھے راستہ کا پتا نہیں
میرے ہمسفر ابھی سوچ لے
مجھے ڈھونڈتا ہی پھرے گا
تو نہ جیے گا روز مرے گا تو
میں کبھی بھی گھر پر ملا نہیں
میرے ہمسفر ابھی سوچ لے

"ابھی سے اتنی مایوسی میرب بی بی...... ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے۔" میں زندہ دلی سے گنگنایا۔

اس ہفتہ آفس میں بہت کام ہونے کے باعث سر کھجانے کی فرصت نہ تھی' زارا سے ویک اینڈ پر ملاقات بھی نہیں ہو سکی۔ فون پر البتہ بات ہو جاتی تھی' کام ختم ہوا تو اس کی کزنز کی شادیاں آ گئی' کبھی کسی کی مایوں ہوتی' کسی کی مہندی' کسی کی بارات اور ولیمہ وہ بہت مصروف ہوتی' زارا کو دیکھے دس دن ہو گئے تھے میری بے چینی قابل دید تھی۔ میں نے اسے فون کیا وہ کال ریسیو نہیں کر رہی تھی۔ میں مسلسل ملاتا رہا' کچھ دیر بعد اس نے کال ریسیو کی تو مجھے سکون ملا۔

For more visit (exponovels.com)

"یار بے رخی کی بھی حد ہوتی ہے زارا تم اتنی بے مروت نکلو گی مجھے اندازہ نہ تھا۔" میں نے چھوٹتے ہی کہا۔

"کیا ہوگیا عمر؟" وہ شوخی سے بولی۔

"تمہارے نزدیک میری کوئی اہمیت نہیں ہے۔" میں نے بے حد اداسی سے شکوہ کیا۔

"کیسے؟" اس نے مزے سے پوچھا۔

"اتنے دن سے منتیں کر رہا ہوں مجھ سے مل لو مگر تمہارے پاس میرے لیے تھوڑا سا وقت بھی نہیں ہے۔" میں نے خفگی سے کہا۔

"عمر تمہیں بتایا تو تھا روزانہ کوئی نہ کوئی فنکشن ہوتا ہے۔" زارا نرمی سے بولی۔

"کب ختم ہوں گے یہ فضول فنکشن؟" میں نے تپ کر پوچھا۔

"آج آخری دن ہے۔" زارا نے بتایا تو میرا موڈ بدل گیا۔

"پھر کب مل رہی ہو؟" میں نے بے تابی سے پوچھا۔

"میں کل ملتی ہوں۔" زارا نے کہا تو میرا دل کھل اٹھا۔

دوسرے دن میں آفس میں تھا' جب میرب کی کال آئی میں نے کال اٹینڈ نہ کی اور اسے میسج کیا کہ میں بے حد بزی ہوں مگر کچھ دیر بعد اس نے پھر کال کرنی شروع کردی۔ مجھے اس کی جہالت پر بے حد غصہ آیا تھا' میں نے غصے میں کال ریسیو کی۔

"کیوں کیا ہے فون؟" سلام نہ دعا میں نے چھوٹتے ہی غصے میں استفسار کیا۔

"عمر...... خالہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ تمہیں یاد کرتی ہیں۔" میرب نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہ تھرڈ کلاس ڈرامے کرکے تم مجھے آنے پر مجبور نہیں کرسکتی۔" میں نے طنز سے جواب دیا۔

"میں نے آپ کو اپنے لیے نہیں آپ کی ماں کے لیے بلایا ہے۔" میرب نے فوراً جواب دیا۔

"ماں کا سہارا لے کر تم شادی کی پلاننگ میں تو کامیاب ہوگئی ہو مگر آگے تمہارا مستقبل تاریک ہے۔ تمہیں مجھ سے کچھ نہیں ملے گا۔" میں نے چبا چبا کر کہا۔

"مجھے تم سے اپنے لیے کوئی امید نہیں ہے بے فکر رہو' تمہاری محبت کی بھیک کے لیے میں نے کبھی کوئی پلاننگ نہیں کی اور نہ میرا آئندہ کوئی ڈرامے بازی کرنے کا ارادہ ہے۔ ویسے تم خود کو سمجھتے کیا ہو؟ تمہیں اپنے بارے میں کچھ زیادہ ہی خوش فہمی ہے۔" میرب نے عام سے انداز میں کہا مگر میں سلگ کے رہ گیا' میری مردانہ انا پر ضرب لگی تھی۔ وہ بے وقوف عام سی لڑکی مجھے جواب دے رہی تھی اور میں اس لمحے گاؤں کا دیہاتی شوہر بن گیا جو بیوی کو محکوم غلام سمجھتا تھا اور اس کی زبان درازی اسے کسی صورت قابل برداشت نہ تھی۔

"بکواس بند کرو جاہل عورت۔" میں غصے میں چلایا مگر میری بات سے قبل اس نے کال کاٹ دی تھی۔ اس کی اس حرکت پر مجھے شدید غصہ آیا' میرا موڈ بری طرح خراب ہوچکا تھا۔

آج شام زارا کے ساتھ ملاقات تھی' میں نے دل ہی دل میں میرب پر لعنت بھیجی اور زارا کے تصور سے خوش گوار کیا اور یہ زارا کا جادو اور اس کے حسن کا کرشمہ ہی تھا کچھ دیر بعد میں گنگنا رہا تھا۔ مقررہ وقت پر میں گاڑی لے کر زارا کے گھر کے سامنے آیا' پچھلے پچیس منٹ سے گاڑی میں محو انتظار تھا' میرا انتظار بوریت کی حدوں کو چھو رہا تھا کچھ دیر بعد وہ سامنے سے آتی نظر آئی تو مردہ تن میں جان آ گئی۔

"سوری سویٹ ہارٹ لیٹ ہوگئی۔" وہ برابر میں بیٹھتے ہوئے دلکشی سے مسکرائی۔ گہرے سبز جدید تراش خراش کے سوٹ میں وہ عام دنوں سے بھی بڑھ کر حسین لگ رہی تھی' اس کے مخصوص پرفیوم کی خوشبو پوری گاڑی میں پھیل گئی تھی' میں اسے دیوانہ وار دیکھ رہا تھا۔

"کہاں جانا ہے؟" میں نے بمشکل دل کو سنبھالا۔

For more visit (exponovels.com)

”جہاں تم لے چلو۔“ اس نے بالوں کو دائیں جانب بکھیر کر شوخی سے کہا۔

”ایسے تو بہت مشکل ہو جائے گی۔“ میں نے بے خودی سے کہتے ہوئے اس کے نازک نرم و ملائم ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیے۔

”میرا دل تو چاہ رہا ہے ابھی اور اسی وقت نکاح پڑھوا کر تمہیں اپنے گھر لے چلوں۔“ میری بات پر شرما کر اس کی پلکیں جھک گئیں چہرے پر حیا کے رنگ پھیل گئے میں جذبات لٹاتی نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ میری نگاہوں میں جو سمندر اور جو وارفتگی تھی زارا کا دیکھنا محال تھا۔ میں نے اسے خود سے قریب کر کے اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا' ایسی جسارت پہلی مرتبہ بے خودی میں کر گیا تھا۔ اس نے اپنا سر میرے کندھوں پر رکھ دیا' میں نے گویا ستاروں پر قدم رکھ دیا تھا۔

نجانے کتنے لمحے بیت گئے' وہ جیسے ہوش میں آئی اور میرے بازوؤں میں کسمسائی۔ اس کے قرب کے احساس نے سب بھلا دیا تھا۔ وہ جھینپی جھینپی سی میرے بازوؤں کو ہٹانے لگی۔

”بڑے بدتمیز ہو تم۔“ اس نے مصنوعی خفگی سے کہا اور قدرے فاصلے پر بیٹھ گئی۔

”تم نے پاگل کر دیا ہے اب اگر فاصلوں کا یہی حال رہا تو میں تمہیں بھگا کر لے جاؤں گا۔“ میں نے ذومعنی انداز میں کہا تو وہ بے ساختہ ہنس دی۔

ساحل سمندر پر ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے چلتے ہوئے زندگی بے حد حسین لگ رہی تھی' اس کے سنگ چلتے بے شمار عہد و پیمان باندھے' بے حد حسین خواب دیکھے' آج کی ملاقات بہت دلکش بے حد یادگار تھی۔ اسے گھر چھوڑنے کا دل نہیں چاہ رہا تھا مگر زارا کے گھر والوں کے خیال سے دل پر جبر کر کے اسے ڈراپ کیا۔ سونے کے لیے رات کو بیڈ پر لیٹا تو کروٹیں بدل بدل کر تھک گیا' اس کا خوشبو میں بسا وجود اس کے نازک مرمریں بدن کا لمس' اس کے گلاب ہونٹ کچھ بھی چین لینے نہیں دے رہا تھا۔

”میں نے سوچ لیا تھا گاؤں جا کر ابو سے کاروبار کے بہانے پیسے لوں گا' ظاہر ہے وہ کبھی انکار نہ کرتے ان پیسوں سے میں اپنے دوست نعیم کو ادائیگی کرتا اور فلیٹ میرے نام ہو جاتا۔ ایسے میں زارا کے ابو سے بات کرتا اور پھر شادی کی ڈیٹ لے لیتا' اب اس کی دوری ناقابل برداشت تھی' صبح کے قریب میری آنکھ لگی' اتوار تھا لہٰذا بھرپور نیند لی تھی۔

دن میں اپنا ناشتا بنا رہا تھا سیل فون پر ابو کی کال دیکھ کر چونکا' وہ بہت کم مجھے فون کرتے تھے۔ ہم میں ایک خاص قسم کا تکلف تھا' میں خود فون کر کے سلام دعا کر لیا کرتا تھا البتہ امی سے میں ڈھیروں باتیں کرتا تھا وہ بھی بہت ناز اٹھاتی تھیں۔ ابو نے بتایا کہ امی کی طبیعت خراب ہے' مجھے آئے چھ ماہ ہو گئے تھے' میں نے جانا تو تھا پیسے لینے میں نے آج ہی جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ زارا کو میں نے جانے کا مقصد بتایا' اپنی پیکنگ کی اور گھر کو لاک کر کے نکل آیا۔ سفر میں بھی زارا سے باتوں کا سلسلہ چلتا رہا۔ کل رات اس کی بنائی ہوئی تصویریں دیکھ رہا تھا' پہلی تصویر میں اس کی آنکھیں بہت نمایاں تھیں۔

”یہ آنکھیں نہیں جام سے بھرے پیمانے ہیں۔“ میں نے دل میں سوچا۔

راستہ گزر گیا گھر سامنے تھا مگر مجھے جانے کی کوئی خوشی نہ تھی وجہ میرب تھی جس نے میری زندگی ڈسٹرب کر دی تھی مگر مجھے یاد آیا میرب اپنی امی کے ساتھ ملتان کسی عزیز کے انتقال پر گئی ہوئی تھی۔ میرب گھر نہ تھی میں بے حد خوشی سے تیز تیز قدموں سے دروازے کی جانب لپکا۔ دروازہ ابو نے ہی کھولا تھا وہ مجھے کچھ پریشان لگے مگر میں نے کچھ پوچھا نہیں میں سیدھا امی کے کمرے میں گیا' امی کمرے میں نہ تھیں۔

”امی کہاں ہیں؟“ میں نے آمنہ سے پوچھا۔

آمنہ کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں' میرے پوچھنے پر اس نے آنسوؤں کو روکنے کی مزید کوشش نہ کی اور رونے لگی۔

For more visit (exponovels.com)

"بھائی...... امی کو فالج کا اٹیک ہوا ہے وہ ہسپتال میں ایڈمٹ ہیں۔" آمنہ نے سسکتے ہوئے کہا۔ میں حیرت و بے یقینی سے کنگ رہ گیا' دل بے حد اداس ہوگیا۔

"ہسپتال میں......" میں نے کچھ پل بعد مرے مرے انداز میں پوچھا۔

"ابو ابھی کسی کام سے آئیں ہیں بس ہسپتال میں ہی ہوتے ہیں' باقی سب بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ صائمہ امی کے پاس ہی ہے۔" آمنہ بولی۔

"میں ہسپتال چلتا ہوں۔" میں رنجیدگی سے بولا۔

امی کا کمرہ ان کے بغیر ویران لگ رہا تھا میں بے حد پریشان تھا' اس وقت مجھے اندازہ ہوا میں کتنا پیار کرتا تھا امی سے' میں دل ہی دل میں ان کی صحت یابی اور طویل زندگی کے لیے دعائیں کرنے لگا تھا۔ جب میں ہسپتال پہنچا تو امی سو رہی تھیں' میں نے ان کی پیشانی پر نرمی سے بوسہ دیا جس کی بنا پر ان کی آنکھ کھل گئی۔

"عمر۔" وہ سسکی۔

"امی آپ نے مجھے کیوں نہیں فون کیا؟" میں نے نم آنکھوں سے شکوہ کیا۔

"بیٹا...... میرب نے فون کیا تھا آمنہ نے کیا تھا تو نے کہا کام بہت ہے' ابھی نہیں آسکتا۔" وہ سادگی سے کہتی مجھے بری طرح شرمندہ کرگئی۔

"امی مجھے آپ کی اس حالت کا پتا ہوتا تو میں نوکری چھوڑ کے آجاتا۔ میرے لیے آپ سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں۔" میں نے دیانت داری سے کہا۔

"تو ناراض ہے؟" امی کے دل کو ملال نے آن گھیرا۔

"کیوں کس بات پر؟" میں نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

"میرب سے شادی کی وجہ سے۔" امی نے بغور مجھے دیکھا' میں اس حالت میں انہیں رنجیدہ نہیں کرسکتا تھا تب ہی مسکرایا۔

"امی وہ وقتی ناراضگی تھی' میں نے غور کیا آپ کا فیصلہ درست تھا' میرب اچھی لڑکی ہے۔" میں نے خوشدلی سے جواب دیا۔

"میرب بہت اچھی بیٹی ہے۔ خود سے وابستہ رشتوں کو محبت اور خلوص سے نبھانا جانتی ہے' تم اسے نہیں جانتے مگر میں خوب جانتی ہوں۔" امی نے محبت سے کہا۔

مجھے گھنی میرب پر بہت غصہ آیا میری بھولی بھالی ماں کو اپنی چکنی چپڑی باتوں سے گھیرا ہوا تھا۔ میں نے غصہ دل میں دبالیا' امی کا دایاں حصہ مفلوج ہوگیا تھا۔ میں نے امی کو حوصلہ دیا' یہ ہسپتال مجھے پسند نہیں آیا تھا' امی کا بھی یہاں دل گھبراتا تھا' وہ بضد تھیں انہیں گھر لے جایا جائے۔ میں رات انہیں ہسپتال سے ڈسچارج کرکے گھر لے آیا' میرا خیال تھا میری بہنیں نرسوں سے زیادہ اچھی تیمارداری کرسکتی ہیں۔ میں نے آفس سے پندرہ دن کی چھٹی لے لی تھی' امی کو اس حالت میں چھوڑ کے نہیں جاسکتا تھا جب تک وہ ولنے پھرنے کے قابل نہ ہوجاتی' امی نے میرب کو بتانے سے منع کیا تھا۔ امی کا خیال تھا وہ تڑپ کر آجائے گی پہلے ہی کہیں نہیں جاتی اب اگر گئی ہے تو کچھ دن رشتے داروں میں سکون سے رہنے دیا جائے میں حیران تھا۔ امی کی رائے میرب کے لیے اتنی اچھی تھی اپنی سگی بیٹیوں سے بڑھ کر اس کی فرماں برداری خدمت پر ناز تھا' میں ان کی دل شکنی نہیں کرسکتا تھا' اس لیے مجبوراً ان کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا۔ میں نے زارا کو امی کا بتایا اسے سن کر بے حد افسوس ہوا' اس نے میرا حوصلہ بڑھایا تھا۔

آمنہ میری بہن کا رشتہ ماموں کے گھر طے تھا' امی اپنی بیماری کی وجہ سے بہت پریشان تھی' جلد سے جلد آمنہ کی شادی کرنا چاہتی تھی۔ ابو نے ان کی بات سے اتفاق کیا اور مجھے دو دن کے لیے پیسے دے کر کراچی بھیج دیا کہ میں آمنہ کے لیے زیور اور کپڑے خرید لوں۔ میں دوسرے دن کراچی آ گیا' مجھے لڑکیوں کی شاپنگ کا کوئی

For more visit (exponovels.com)

تجربہ نہ تھا میں نے زارا سے مدد مانگی اس نے حامی بھر لی ہم نے جیولر کے پاس جانا تھا' امی کی وجہ سے میں بہت پریشان تھا۔ کراچی آ کر بھی بار بار خیال امی کی طرف بھٹک رہا تھا' میں اسے پک کرنے گیا' سیاہ خوب صورت لباس میں میک اپ کے ساتھ وہ ساحرہ میرے سامنے بیٹھی تھی۔

"کیسی ہو؟" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں مگر تمہاری شکل پر بارہ کیوں بج رہے ہیں۔" اس نے مذاق اڑایا۔

"میں نے تمہیں بتایا تھا میری امی کو فالج کا اٹیک ہوا ہے' دایاں حصہ مفلوج ہو گیا ہے۔" میں نے یاسیت سے کہا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا یہ سب زندگی کا حصہ ہے۔" اس نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

"مجھے اپنی امی سے بہت پیار ہے۔" میں نے کہا۔

"سب کو ہوتا ہے۔" اس نے بے نیازی سے کہا' میں چپ رہا۔

"امی ٹھیک ہو جائیں پھر شادی کی بات کرتا ہوں تمہارے والدین سے۔" میں نے کہا۔

"اوکے اوکے۔" زارا مسکرائی۔ ہم نے مل کر تین دن تک شاپنگ کی تین دن اس کی سنگت میں گزرے ان کا پتا ہی نہیں چلا۔

"میں اب پندرہ دن بعد آؤں گا۔" میں نے اسے کہا۔

"رہ لو گے میرے بنا۔" اس نے ناز سے کہا۔

"مجبوری ہے۔" میں نے آہ بھری۔

"میں انتظار کروں گی۔" اس نے اداسی سے کہا۔

"میں جلدی آؤں گا۔" میں مسکرایا۔

کاش امی بیمار نہ ہوتی میں راستے میں سوچ رہا تھا' ایسے میں ابو سے کاروبار کے لیے پیسے لینا یعنی فلیٹ کے لیے پیسے مانگنا ناممکن تھا۔ امی کی صحت یابی میرے لیے سب سے اہم تھی اور اوپر سے آمنہ کی شادی فی الحال فلیٹ کا خیال میں نے ذہن سے نکال دیا تھا۔ میں گھر میں داخل ہوا صرف چار دن بعد امی کی حالت دیکھ کر حیران رہ گیا۔

سامنے ہڈیوں کا ڈھانچہ پڑا تھا جس کی تیز چلتیں سانسیں اس کے زندہ ہونے کا پتا دے رہی تھی۔ کمرے میں عجیب گندی بو پھیلی تھی سانس لینا مشکل تھا' بستر کی چادر میلی تھی' دن میں آمنہ نے چاول دیے ہوں گے وہ اس وقت پڑے سوکھ رہے تھے' سائیڈ ٹیبل پر جگ خالی پڑا تھا مجھے اپنی بہنوں پر بہت افسوس ہوا وہ صدا کی کام چور تھی۔ میں نے ہمیشہ میرب کو کام کرتے دیکھا تھا مگر اس حالت میں بھی وہ غیر ذمہ داری سے باز نہ آئی تھی۔ میں لاؤنج میں آیا جہاں وہ ڈرامہ دیکھنے میں مگن تھی' میں نے انہیں خوب شرمندہ کیا۔ سگی اولاد بھی اتنی بے حس ہو سکتی ہے میری حیرت کم نہ ہو رہی تھی' کچھ دیر میں میرب اپنی امی کے ہمراہ پہنچی' اسے آمنہ نے بتا دیا تھا وہ تیز تیز قدموں سے ہم سب کو نظر انداز کیے امی کے پاس آئی۔

"خالہ...... کیا ہوا ہے آپ کو؟" وہ ان کی حالت دیکھ کر سسکی' میرب کو دیکھ کر امی کی مردہ آنکھوں میں زندگی کی جوت جاگی تھی۔ امی بے ساختہ رو دیں اور میرب بھی ضبط کھو بیٹھی' میں بے حد حیرت سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"کمرے میں کس قدر گھٹن اور حبس ہے۔" میرب نے کھڑکیوں اور دروازہ پر سے بھاری پردے ہٹائے' کھڑکیاں کھولیں۔ تازہ ہوا کمرے میں داخل ہوئی اور اجالا پھیل گیا پھر اس نے میری مدد سے ان کو سائیڈ پر کیا' نئی بیڈ شیٹ بچھائی غلاف بدلے' امی کو تکیوں کے سہارے بٹھایا۔ میں نے آمنہ کو کڑے تیوروں سے گھورا اور آنکھوں ہی آنکھوں شرمندہ کیا۔

"خالہ کے لیے کیا پکایا ہے؟" اس نے سیب کاٹتے ہوئے مصروف انداز میں آمنہ سے پوچھا۔

"چاول پکانے تھے۔" آمنہ نے مرے مرے لہجے میں کہا۔

For more visit (exponovels.com)

"خالہ چاول نہیں کھاتی' فریزر سے چکن نکال کے رکھو۔"

"اب اسکول ختم ہوگیا تو گھر بیٹھو امی کی خدمت کرو وہ تمہاری ذمہ داری ہیں میرب کی نہیں۔" میں نے رعب سے کہا اور آمنہ کے آنسو بھرے چہرے پر ایک تیز نظر ڈال کر میں امی کے پاس آ گیا' امی اور میرب چائے پی رہی تھیں۔

"بیٹا...... میرب کے بغیر گھر نہیں چلتا تیری بہنیں سب نکمی ہیں۔" امی مایوسی سے بولی۔

"امی مجھے بہت افسوس ہوا ہے انہیں دیکھ کر ابھی دوست کے بھائی کی شادی میں جانے کی ضد کر رہی تھی' میں نے منع کر دیا۔"

"اچھا کیا بیٹا۔" امی اطمینان سے بولیں۔

میرب کچھ دیر میں ٹرے سجا کر لے آئی تھی' یخنی پلاؤ' بھنڈی' گرم روٹیاں اور سلاد میں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور دل ہی دل میں اقرار کیا' میرب کے ہاتھ میں بہت لذت تھی' کھانا ختم کیا تو اس نے چائے لا کے دی۔

"امی آمنہ کی شادی کی فکر تو ہے آپ کو مگر اسے کچھ سکھا دیں۔ اسے گھر گرہستی کا کوئی شعور نہیں۔" میں نے چائے کا گھونٹ لیا۔

"بیٹا...... آج کل کی لڑکیوں کو گھر داری کا شوق نہیں ہے' انہیں سجنا سنورنا فیشن کرنا گھومنا پھرنا پسند ہے' ٹی وی ڈرامے' نیٹ کا شوق ہے بس۔" امی یاسیت سے بولیں۔

میرے ذہن میں زارا آ گئی' معلوم نہیں وہ گھر داری میں کیسی تھی مگر وہ میرے دل کی ملکہ تھی' مجھے اس کی یاد آئی میں موبائل لے کر باہر آیا اور اس سے گھنٹہ بھر باتیں کرتا رہا۔

"سنو آج رات کہاں سوؤ گے؟" زارا نے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں۔" میں نے جواب دیا۔

"وہاں تو میرب بھی سوتی ہوگی۔" اس نے بے حد غصہ سے کہا۔

"او...... یہ تو میں نے سوچا نہیں۔" مجھے الجھن ہونے لگی' میرب کا سوچ کر۔

"زارا...... میں بیٹھک میں سو جاؤں گا' میں صرف تمہارا ہوں' تمہیں مجھ پر اعتبار ہونا چاہیے۔" میں نے محبت سے کہا اور زارا کو مطمئن کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

رات کو جب سونے کا وقت آیا تو میں بیٹھک میں سو کر امی کو کوئی دکھ نہیں دینا چاہتا تھا۔ میں امی کو خوش دیکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ جلدی صحت یاب ہو جائیں' میں صوفے پر بیٹھا تھا جب میرب تھکی ہاری اپنے کمرے میں آئی اور پریشانی سے مجھے دیکھنے لگی غالباً اسے شادی کی پہلی رات یاد آ گئی تھی۔ میں موبائل اٹھا کر باہر جانے لگا۔

"عمر......" پیچھے سے میرب کی آواز آئی میں پلٹا۔

"تمہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں' میں خالہ کے ساتھ سو جاتی ہوں۔" میرب تکیہ لے کر باہر چلی گئی' میں دل ہی دل میں اس کی ذہانت کی داد دیئے بنا نہ رہ سکا۔

صبح آنکھ کھلی تو میرب میرے کپڑے استری کر کے ہینگ کر رہی تھی' میں واش روم میں گھس گیا۔ میں امی کے کمرے میں گیا تو وہ مجھ سے کچھ خفا نظر آ رہی تھی' میں سمجھ گیا کہ انہیں میرب کا یہاں سونا پسند نہیں آیا تھا مگر میں اپنی بھولی ماں کو کیسے سمجھاتا' ساتھ رہنے سے دلوں کے فاصلے نہیں مٹتے' میرے دل پر صرف زارا کی حکمرانی تھی۔

"عمر بیٹا کبھی کسی کا دل مت دکھانا۔" امی نے نصیحت کی میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مجھے دیکھو بیٹا برا وقت آیا تو کیسے لاچار ہوگئی' کبھی سوچا نہ تھا ایسے معذور ہو کر بستر پر پڑ جاؤں گی۔ اس بستر پر صبح و شام کیسے گزرتے ہیں بس مجھے ہی پتہ ہے' اگر میرب نہ ہوتی تو نجانے کیا ہوتا۔" وہ رو دیں۔

"امی حوصلہ کریں۔" میں نے ان کا ہاتھ سہلایا۔

"ان شاء اللہ آپ جلدی چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے گی۔"

"بیٹا پتا نہیں کتنی زندگی ہے تیری بہنیں تیری ذمہ

For more visit (exponovels.com)

داری ہیں۔'' امی نے کہا۔

''میں جانتا ہوں مگر آپ پلیز مایوسی کی باتیں مت کریں۔'' میں خفا ہوا۔

''بیٹا اس سے بڑی ذمہ داری تجھ پر میرب کی ہے وہ تیرے نکاح میں ہے اور تجھے احساس تک نہیں۔ بیٹا ہمارا دین کہتا ہے عورتوں کے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان کے بارے میں سختی سے پوچھا جائے گا۔ میں تو ان پڑھ ہوں مگر بیٹا تو پڑھا لکھا ہے سب جانتا ہے۔'' ان کے سادہ انداز پر میں بے حد شرمندہ ہوا۔

''امی میں خیال کروں گا۔'' میں نے امی کے اطمینان کے لیے بہت سی باتیں کیں' میں انہیں اداس نہیں دیکھ سکتا تھا۔

❀......◉......❀

رات میں نے میرب سے کہا کہ وہ میرے کمرے میں سوئے امی کے ساتھ آمنہ سو جائے گی۔ میرب نے میرے حکم کی تعمیل کی' میں ٹی وی دیکھتا رہا اور وہ مزے سے سارا دن کی تھکی ہاری سوتی رہی۔

''امی کی خوشی کے لیے ہم اچھے میاں بیوی کی طرح ڈرامہ بھی تو کر سکتے ہیں۔'' میں نے میرب سے کہا۔

''جی وہ میرے اور آپ کے ریلیشن کی وجہ سے خاصی فکر مند رہتی ہیں۔'' میرب نے جواب دیا۔

''میرب میں تم سے شرمندہ ہوں مگر بے بس ہوں' میں زارا کے بنا نہیں رہ سکتا۔'' میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکا' پہلی بار میں نے غور کیا اس کی آنکھیں بہت پیاری تھیں۔ اس کا چہرہ یک دم پھیکا پڑا' اس کا چہرہ اور نقش بے حد عام تھے' رنگت بھی سانولی تھی۔

''میں جانتی ہوں عمر' تم خالہ کے مجبور کرنے پر مجھ سے شادی کے لیے رضامند ہوئے ہو' تمہیں زارا سے محبت ہے' تم جب چاہو زارا سے دوسری شادی کر لو اس کے لیے تمہیں میری اجازت درکار نہیں ہوگی۔'' میرب کی بات نے مجھے حیران کر دیا۔

''مگر تمہاری زندگی اس طرح کیسے گزرے گی؟'' میں الجھا۔

''مجھ سے اپنا نام مت چھینا مجھ پر بس یہ احسان کر دو۔'' وہ نم آنکھوں سے منت آمیز لہجے میں بولی اسے شاید یہ خدشہ تھا' میں اسے طلاق دے دوں گا۔

''مگر کیوں؟'' میں نے اس پاگل لڑکی سے پوچھا۔

''میں تمہارا نام اپنے نام کے ساتھ جب سے سن رہی ہوں جب صحیح طرح ہوش بھی نہیں سنبھالا تھا۔ تم جانتے ہو میں کم پڑھی لکھی لڑکی ہوں' میں نے بچپن سے تمہیں اپنے دل کا مکین بنا لیا تھا اور مجھ جیسی بے وقوف لڑکیاں بچپن بدلا نہیں کرتیں۔'' وہ کہہ کر کمرے میں ٹھہری نہیں لیکن میں دنگ کھڑا رہ گیا' میری مشکل آسان کر کے وہ ایک اور مشکل میں ڈال گئی تھی۔

امی کی طبیعت خراب تھی میں نے انہیں کراچی لے جانے کا فیصلہ کیا' میرب ہمارے ساتھ تھی۔ امی پچھلی سیٹ پر آرام سے لیٹی تھیں' میرب میرے ساتھ والی سیٹ پر تھی۔ میں میرب سے ہلکی پھلکی باتیں کرتا رہا وہ پہلی بار کراچی آ رہی تھی' امی ہمیں باتوں میں مگن دیکھ کر بہت خوش تھیں۔ میں فلیٹ پر پہنچا یہاں لفٹ تھی اس لیے امی کو لانا آسان تھا۔ امی گھر آتے ہی سو گئیں' کئی دن سے فلیٹ بند تھا' میرب کی صفائی پسند طبیعت پر ناگواری چھا گئی اور اس نے خوب اچھی طرح ڈسٹنگ کی' جھاڑ و پونچھا کیا۔ میں کھانا لینے باہر آ گیا' کھانا لے کر آیا تو وہ کچن میں مصروف تھی۔

''کیا کر رہی ہو؟'' میں نے شاپر سلپ پر رکھے۔

''کچھ پکانا چاہ رہی تھی مگر کچھ بھی سامان نہیں ہے' صرف چائے اور بسکٹ کے علاوہ۔'' اس نے فکر مندی سے کہا' میں مسکرا دیا۔

''تم یہ کھانا نکالو اور جو سامان چاہیے مجھے لسٹ بنا کر دے دو۔'' میں کہہ کر امی کے پاس آ گیا۔

کچھ دیر میں وہ کھانا لے کر آ گئی' ہم تینوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا' میرب نے لسٹ بنا دی تھی میں سودا سلف لے کر آیا تو کچن ہر چیز اچھی طرح چمک رہی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

"تھکی ہاری آئی ہو کل کر لیتیں۔" میں نے ٹوکا۔

"سامان رکھنا ہے اور شام کے لیے کچھ پکانا بھی ہے۔" میرب مصروف انداز میں بولی۔

"تمہیں تھکن نہیں ہوتی؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں۔" وہ اطمینان سے بولی۔

"میں سونے جا رہا ہوں۔"

"تم نماز نہیں پڑھتے؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں...... وہ...... جمعہ کی پڑھتا ہوں۔" میں شرمندہ ہوا۔

"رمضان آنے والا ہے نماز کی پابندی شروع کردو۔" میرب بولی۔

"ہاں ان شاء اللہ۔" میں امی کے پاس چلا آیا۔

❁......❁......❁

دوسرے دن ہم نے ماہر ڈاکٹر کو دکھایا اس نے ایکسر سائز بتائی اور میڈیسن چینج کر کے لکھ دی۔ میرب روزانہ امی کا مساج کرتی تھی ایکسر سائز کرواتی میں نے وہیل چیئر لا دی تھی امی اس پر ٹیرس میں کچھ دیر دھوپ میں بیٹھ جاتیں یہ سچ ہے میرب نے اس حالت میں امی کی جس طرح خدمت کی میں اس سے بہت متاثر تھا۔ ہفتے کی رات زارا کا فون آیا حال احوال پوچھنے ادھر ادھر کی باتوں کے بعد وہ بولی۔

"عمر...... ایک بات پوچھوں سچ سچ بتاؤ گے؟" زارا نے کہا۔

"پوچھو میں جھوٹ کیوں بولوں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"مجھے لگتا ہے تمہیں میرب سے محبت ہوگئی ہے تم اسے ایسے ہی اپنے فلیٹ میں نہیں لے آئے۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے۔" میں نے اس کے شکی انداز پر ہنسی ضبط کی۔

"کوئی ایسی بات ہے جس کا شاید تمہیں بھی ادراک نہیں۔" زارا سنجیدہ ہوئی۔

"ارے بھئی شک تم سے زیادہ اصولی طور پر میرب کو کرنا چاہیے مگر اسے کوئی اعتراض نہیں اور تم ابھی سے......" میں نے اسے چھیڑا۔

"اس لیے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں اسے کیا پتا محبت کا اسے تمہاری پروا نہیں اور میرا ایک دن بھی تمہارے بنا سکون کا نہیں گزرتا۔ تمہیں میرے پیار کا اندازہ نہیں۔" اس کے خوب صورت جذبات سے مغلوب لہجے پر میرا دل مطمئن ہوگیا بے قراری کو قرار آ گیا ہم دونوں صبح تک باتیں کرتے رہے میرب کی نگاہیں گاہے بگاہے مجھ پر اٹھتیں پھر لیکن مجھے کون سی پروا تھی۔

❁......❁......❁

دوسرے دن اتوار تھا میں دیر تک سوتا رہا میں سو کر اٹھا تو سوچا میرب کو ناشتے کا کہہ دوں میرب امی سے باتیں کر رہی تھی ساتھ ہی مساج کر رہی تھی۔ میں باہر ہی رک گیا امی میرب سے مخاطب تھیں میں کھڑکی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"تم آج عمر کے ساتھ بازار جانا کچھ شاپنگ کرنا اپنے لیے۔ لڑکیوں کو اتنا شوق ہوتا ہے۔"

"مگر کیوں؟" میرب حیران ہوئی۔

"کیوں کی کیا بات ہے؟" امی جھنجھلائی۔ "بیوی ہو تم اس کی اس پر پورا حق ہے تمہارا جہاں بات اپنے حق کی ہو وہاں ڈٹ جانا چاہیے۔ تمہیں قطعی شرمانے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں آج کل کی لڑکیاں اتنی تیز ہوتی ہیں مگر تم نجانے غلطی سے اس زمانے میں کیسے پیدا ہوگئیں اب تمہیں کیا کیا سمجھایا جائے۔" امی کی بات پر اس نے شرما کر نگاہیں جھکا لیں۔

"تمہارا خیال نہیں رکھتا وہ۔" امی یاسیت سے بولیں۔

"خالہ ایسی بات نہیں ہے اور میں بہت خوش ہوں آپ خوامخواہ پریشان ہو جاتی ہیں۔" میرب بولی۔ میں اندر کمرے میں داخل ہوگیا۔

"میرب ناشتا بنا دو۔" میں نے کہا اور وہ جی اچھا کہتی

For more visit (exponovels.com)

چلی گئی۔

"بیٹا اسے بازار لے جا' تو نے اسے ابھی تک کچھ بھی نہیں لے کے دیا۔"

"امی آپ کو چھوڑ کے میں فی الحال شاپنگ کرنے نہیں جا سکتا۔" امی چپ رہیں۔

آج زارا اور غازی نے کہا تھا کہ وہ امی کی عیادت کے لیے آئیں گے' میں بے حد خوش تھا۔ میرب کو بتایا کہ دوست اور اس کی بہن آ رہے ہیں' اس نے چائے پر خاصا اہتمام کر لیا تھا۔ خاص طور پر شامی کباب بے حد لذیذ بنائے تھے۔ شام چھ بجے خوشبوؤں میں بسی وہ میرے سامنے تھی۔

"السلام علیکم!" وہ تکلف سے کہتی امی کے پاس بیٹھ گئی۔ غازی البتہ چہک چہک کر باتیں کر رہا تھا' میرب پردہ کرتی تھی اس لیے مجھے چائے خود دینی پڑی۔ غازی نے سب چیزوں کے ساتھ بھرپور انصاف کیا البتہ زارا نے کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا وہ بس چپ بیٹھی رہی۔ پھر اس نے غازی سے جلد چلنے کو کہا۔ غازی اٹھ کھڑا ہوا باہر نکلا تو میرب زارا سے ملنے آ گئی۔

"السلام علیکم!" میرب نے خوشدلی سے کہا۔

"وعلیکم السلام۔" زارا نے ناگواری سے جواب دیا۔

"تم نے چائے بھی نہیں پی؟" میں نے موضوع بدلا۔

"کمرے میں کس قدر دوائیوں کی بو ہے۔" زارا نے نخوت سے کہا۔

"خالہ بیمار ہیں' بیڈ ریسٹ پر ہیں۔" میرب بولی۔

"تم نجانے کیسے اس کمرے میں سوتی ہو مگر خیر ہر انسان کی اپنی فطرت ہے۔" زارا نے بے پروائی سے کہا۔

"میرب بے حد صفائی کا خیال رکھتی ہے۔" میں نے بے ساختہ کہا۔

"اچھا......" وہ طنزیہ انداز میں کہتی چلی گئی۔ میں اس کے رویے پر الجھتا امی کے کمرے میں آیا تھا۔

"بیزارا تھی؟" امی ۔ ۔رے تیوروں ۔ پھا۔

"جی۔" میں بے حد شرمندہ ہوا۔

"کیوں بلایا تھا اسے یہاں؟" امی بے حد خفا تھیں' میں چپ رہا۔

"بیٹا...... تو نے خوب صورت چہرہ دیکھا ہے اس کا من خوب صورت نہیں ہے۔" اس نے یہاں چائے پینی بھی گوارا نہ کی تھی۔ "اتنا غرور تھا اس کے اندر بیماری دکھ پریشانی سب کے ساتھ ہے' چلو میری تو خیر ہے دو منٹ کے لیے غور کر خدانخواستہ میری جگہ تو بیڈ پر ہوتا اور یہ تیری بیوی ہوتی' یہ ایسے گھن کھاتی۔ کیسے اتنے دن تیمارداری کرتی' کیسے محبت کرتی؟" امی نے نکتہ اٹھایا اور میں زارا کے رویے سے اتنا الجھ گیا تھا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا' میں چپ رہا۔

❁......۞......❁

میں نے رات میں زارا کو فون کیا تو وہ بالکل نارمل تھی۔

"تمہیں میری امی کیسی لگیں؟" میں نے زارا سے پوچھا۔

"اچھی ہیں۔"

"زارا تم نے آج مجھے مایوس کیا تمہارے لیے میں نے میرب کو اپنا کے بھی نہیں اپنایا اور امی سے تمہارے اتنے قصیدے بیان کیے تھے۔" میں نے افسردگی سے کہا۔

"مایوس کیوں؟" اس نے حیرت سے کہا۔

"تم بہت مغرور لگ رہی تھیں۔"

"عمر...... میرا ایسے مریض دیکھ کے دل گھبراتا ہے' میری نانی ایک سال ہمارے گھر رہیں وہ معذور تھیں' تم یقین کرو میں ایک سال میں ایک بار بھی ان کے کمرے میں نہیں گئی تھی۔ مجھے بہت گھن آتی ہے' بدبو آتی ہے۔" زارا نے سچائی بیان کی مگر میں حیران ہوا' میرے نزدیک یہ سراسر بے حسی تھی۔

"اگر تمہاری میری شادی ہو جائے اور شادی کے

For more visit (exponovels.com)

بعد میری ٹانگ ٹوٹ جائے اور میں بستر پر پڑ جاؤں تب؟'' میں نے سوال کیا کچھ دیر کے لیے سکوت چھا گیا۔

''میں تمہاری تیمارداری کے لیے ملازمہ رکھ لوں گی۔'' اس کے جواب میں میرے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔

''اگر میرے پاس ملازمہ رکھنے کے پیسے نہ ہوئے تو؟'' میں نے سوال کیا۔

''میں جاب کرلوں گی لیکن تمہاری زمینیں بھی تو ہیں وہ کب کام آئیں گی' آخر تم اکلوتے وارث ہو۔'' زارا کی شوخی مجھے اس وقت زہر سے بھی بری لگی۔

''زارا تم فضول لڑکی ہو۔'' میں نے خفگی کا اظہار کیا۔

''کیوں؟'' اس کا قہقہہ بلند ہوا۔

''میں جارہا ہوں۔'' میں نے تپ کر کہا۔

''کہاں؟'' زارا نے پوچھا۔

''میرب کو شاپنگ کروانے۔'' میں نے اسے جلایا۔

''میرب کو شاپنگ...... خاصے بدذوق ہو گئے ہو۔'' زارا نے طنز کیا۔

''تمہیں بھی تو لے کے جاتا ہوں۔'' میں نے نارمل انداز میں کہا۔

''تمہیں مجھ میں اور میرب میں فرق نہیں دکھتا؟'' وہ حیرت سے چلائی۔

''دکھتا ہے تب ہی اسے لے کے جارہا ہوں۔'' میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''مطلب؟'' زارا الجھی۔

''مطلب پر دھیان مت دو۔'' میں نے گھڑی میں ٹائم دیکھا۔

''تم آج کچھ عجیب باتیں کررہے ہو۔'' وہ خفگی سے بولی۔

''مجھے لگا تم عجیب باتیں کررہی ہو۔'' میں نے اسی کے انداز میں کہا۔

''اچھا تم نے شادی کے بارے میں کیا پلان کیا ہے؟'' اس نے اکتا کر موضوع بدلا۔

''فی الحال میری تمام توجہ کا مرکز میری امی جان ہیں ان کی صحت یابی ان کا اعلاج ہے۔'' میں نے سنجیدگی سے کہا۔

''اچھا میں بعد میں بات کروں گی۔'' زارا نے رکھائی سے کہا۔

''اوکے' میں بھی چلتا ہوں' میرب تیار ہوچکی ہے۔'' میں نے مزے سے کہا' اس نے جھٹ فون بند کردیا۔

''زارا تمہارا دل کتنا چھوٹا ہے جب کہ تم میری محبوبہ ہو' جانتی ہو میں صرف تم سے پیار کرتا ہوں اور میرب کا دل کتنا خوب صورت ہے جو جانتی ہے میں اس کا شرعی محرم ہوں پھر بھی مجھے تم سے ملنے اور بات کرنے سے روکنے کی کوشش نہیں کرتی' مجھے مشورہ دیتی ہے میں تم سے شادی کرلوں۔ تم شہر کی پڑھی لکھی ماڈرن لڑکی ہو مگر تنگ دل و دماغ کی اور وہ کم پڑھی لکھی دیہاتی لڑکی مگر شاید جس کا خمیر ہی محبت سے بنا ہے تم سے زیادہ ظرف اور وسعت رکھتی ہے۔'' میں نے ترنگ میں اسے طویل میسج کردیا۔

❁......◈......❁

امی پہلے سے خاصی بہتر تھیں اب گھر جانے کی ضد کررہی تھیں' میں دو دن بعد انہیں گھر چھوڑ آیا۔ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ بھی آ گیا تھا' واپس گھر آیا تو اپنے ہی گھر میں دل نہ لگا' امی اور میرب کی وجہ سے خاصی رونق تھی' میں نے بوریت سے اکتا کر اسے فون کیا۔

''ہیلو زارا...... کیسی ہو؟'' میں نے خوشگوار موڈ میں پوچھا۔

''جیسی بھی ہوں تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔'' زارا نے بے رخی سے کہا۔

''تمہارا موڈ اتنا خراب کیوں ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''تم اب ڈرامہ ختم کرو اور اگر سنجیدہ ہو تو مجھ سے شادی کرو۔'' وہ غصے سے بولی۔

''کون سا ڈرامہ...... میں سنجیدہ ہوں اور شادی کا

For more visit (exponovels.com)

وعدہ کیا ہے تم سے تو نبھاؤں گا۔" میں نے تحمل سے کہا۔

"کب؟"

"چھ مہینے لگیں گے۔" میں نے بتایا۔

"بہت وقت ہے میرے لیے بہت اچھے رشتے آئے ہیں' پوری فیملی ان کے حق میں ہے۔ تم شادی شدہ ہو اور گاؤں سے تعلق رکھتے ہو جبکہ وہ پڑھے لکھے' خوب صورت ہیں اور دولت مند بھی۔" زارا نے جتایا۔

"تو اہمیت محبت کی ہے یا دولت کی؟" میں نے افسردگی سے کہا۔

"سب کچھ دیکھا جاتا ہے وہ سب تم سے بہتر ہیں' میں اکیلی کب تک تمہارے لیے لڑ سکتی ہوں تمہیں خود اپنا مقدمہ لڑنا ہوگا۔" زارا نے بے نیازی سے کہا۔

"مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"تمہیں میرب کو طلاق دینی ہوگی اور فلیٹ میرے نام کرنا ہوگا۔ ایک مہینے میں سب کر سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ مجھ سے بعد میں کوئی شکایت مت کرنا۔" وہ سفاکی سے بولی۔

"میں فلیٹ کی قسطیں دے دوں گا اور جلدی شادی کرلوں گا۔" میں نے بے قراری سے کہا۔ "اور میرب کو طلاق دینا تھوڑا مشکل ہے خاندان کا معاملہ ہے۔" میں پریشان ہوا۔

"میری بھی ساکھ ہے اور خاندان کا معاملہ ہے' تمہارے شادی شدہ ہونے کا میرے خاندان پر کیا اثر پڑے گا' تمہیں اندازہ نہیں جبکہ مجھ جیسی لڑکی کے لیے رشتوں کی کمی نہیں۔" زارا نے جتایا۔

"بے شک مگر میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔" میں نے رنجیدگی سے کہا۔

"کرتے رہنا محبت' عمل کے بناء کچھ حاصل نہیں ہوگا۔" زارا کی بے حسی پر مجھے تاؤ آ گیا اور میں نے مزید کچھ کہے بغیر سلسلہ منقطع کردیا تھا۔

❀ ❀ ❀

میں نے رمضان کے روزوں کے ساتھ پابندی سے نماز تراویح اور قرآن پاک کی تلاوت کا اہتمام کیا اور اپنے رب سے دعا کی وہ میرے لیے آسانی کردے۔

میں بے حد پریشان تھا' میرے پاس وقت کم تھا اور زارا کو کھونے کا تصور ہی سوہان روح تھا۔ پندرھویں روزے کو میں دو دن کے لیے گاؤں گیا' میری اچانک آمد سے سب بے حد خوش تھے۔ رات کو میں تھکا ہارا جلدی سو گیا تقریباً آدھی رات کو میری آنکھ کھلی' بارش ہو رہی تھی اور لائٹ گئی ہوئی تھی' ایمرجنسی لائٹ آن تھی۔ ہر طرف سناٹا تھا' اچانک مجھے دبی دبی سسکیاں سنائی دینے لگیں' میں نے غور کیا تو میرب کی آواز تھی۔ میں حیران ہوا' چونک کر سیدھا ہوا' وہ جائے نماز پر بیٹھی غالباً تہجد کی نماز ادا کر رہی تھی۔ اس کے چہرے پر بلا کا سکون تھا اور چہرہ آنسوؤں سے تر تھا' اس کا دل بے حد خوب صورت تھا اور اس کا چہرہ اندرونی خوب صورتی سے روشن ہو رہا تھا۔ چہرے پر بے حد پاکیزگی اور شفافیت تھی میں میرب کو مسلسل دیکھتا رہا' وہ اٹھنے لگی تو میں نے دانستہ سونے کی ایکٹنگ کی۔ وہ کچھ دیر بعد میرے پہلو میں آکر لیٹ گئی' تب ہی ایمرجنسی لائٹ آف ہوگئی کمرے میں گھپ اندھیرا چھا گیا تھا وہ غالباً اندھیرے سے گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔

"کیا ہوا؟" میں نے پوچھا۔

"لائٹ چلی گئی' بارش ہو رہی ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"تمہیں ڈر لگ رہا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"لگ رہا ہے مجھے۔" میں نے اسے کھینچ کر خود سے قریب کرلیا۔

❀ ❀ ❀

اگلی صبح بے حد چمکیلی اور روشن تھی' چمکیلی صبح نئی تازگی کا احساس دلا رہی تھی' صحن میں کھڑا پانی رات کی بارش کا پتا دے رہی تھی۔ میرب درختوں سے جھڑنے والے پتوں کو سمیٹ رہی تھی' صحن میں پھولوں کی خوشبو بکھری تھی ہلکی ٹھنڈی ہوا بے حد حسین لگ رہی تھی۔ سبز سادہ سوٹ

For more visit (exponovels.com)

تیں میرب بہت پیاری لگ رہی تھی پھر میں کراچی آ گیا۔ میں نے فیصلہ کرلیا تھا میں میرب کو کبھی طلاق نہیں دوں گا' میرب مجسم محبت اور وفا تھی مگر زارا کو لے کر الجھا ہوا تھا۔ میں نے خشوع وخضوع سے دعا کی کہ جیسے میرب کے معاملے میں میرا دل صاف ہو گیا ہے ایسے زارا کے لیے بھی کوئی فیصلہ ہو جائے قبولیت کی گھڑی تھی۔

رات میں عید کی رونقیں دیکھنے مال گیا' میں نے میرب کے لیے عید کی شاپنگ کی جب ہی میری نظر زارا پر ٹھہری اس کے ساتھ ایک اجنبی لڑکا تھا۔ زارا آج بھی سنوری ہمیشہ کی طرح بے حد حسین لگ رہی تھی' میں حیران سا زارا کی طرف آیا۔

''ہیلو زارا......'' میں نے خوشدلی سے کہا۔ زارا کا چہرہ یک دم پھیکا پڑا تھا' اس نے گھبرائی نظروں سے ساتھ کھڑے مرد کو دیکھا جو سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

''یہ کون ہے؟'' میں نے سوال کیا۔

''یہ میرے کزن ہیں۔'' زارا نے مرے ہوئے لہجے میں کہا اس شخص نے کڑے تیوروں سے زارا کو گھورا۔

''میں زارا کا منگیتر ہوں۔'' اس شخص نے قدرے غصے سے کہا۔

''منگیتر......'' مجھے دھچکا لگا۔ میری حیرت پر اس شخص نے مجھے گھورا۔

''آپ کا تعارف؟''

''یہ زارا ہی بتائے گی۔'' میں نے سہمی ہوئی زارا کو دیکھا۔

''یہ میری دوست کا بھائی ہے۔'' زارا زبردستی مسکرائی۔ میں نے اسے دکھ سے دیکھا اور وہاں سے ہٹ گیا' میرے دل کے اندر بہت دور تک درد پھیل گیا تھا' زارا نے محض میرے ساتھ دل لگی کی تھی میں نے اس سے سچی محبت کی تھی۔ میں بے وقوف میرب کو ٹھکرا کر زارا جیسی منافق لڑکی کو اس کی جگہ دے رہا تھا۔

''زارا......یہ کیا کیا تم نے؟'' میں نے گھر آ کر فون کیا۔

''عمر......تم سمجھ دار ہو' تمہارے اور میرے مزاج میں بڑا فرق ہے' ہم کبھی اچھے میاں بیوی نہیں بن سکتے۔ تم میرب کے لیے ٹھیک ہو اور میرے لیے احمر ٹھیک ہے۔'' اس نے ڈھٹائی سے کہا۔ میں نے جس سے والہانہ محبت کی تھی وہ دھوکا دینے پر ذرا شرمندہ نہ تھی' میرے سچے اور کھرے جذبوں کے ساتھ اس نے کھیلا تھا۔

زارا کے دھوکے نے مجھے توڑ کے رکھ دیا تھا' کچھ دیر میں سوگ مناتا رہا پھر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اگر میں زارا کا اصلی چہرہ نہ دیکھتا اور جذبات میں میرب کو طلاق دے کر زارا سے شادی کر لیتا تو......میں نے آفس سے چھٹیاں لیں اور گاؤں جانے کا فیصلہ کیا۔ گھر والوں نے مجھے اچانک دیکھا تو خوش ہوئے عید قریب تھی' میں نے بھی برسوں بعد سب سے خوب ہنسی مذاق کیا۔ میرے بدلے تیور سب کو حیران کر رہے تھے' سب کو تحائف دے کر فارغ ہوا تو میرب بھی میں اس کے لیے کچھ بھی نہیں لایا' وہ چپ اور افطاری بنانے میں مصروف تھی۔

امی میرب کو دعائیں دیتی نہ تھک نہ رہی تھیں' جس کی بدلت امی اپنے پیروں پر چلنے کے قابل ہو گئی تھیں' اس نے امی کی نہایت خدمت کی تھی' اس کی خدمت گزاری' حیا' وفاداری' صبر اور شکر نے میرا دل موہ لیا تھا اور میں مان گیا تھا چہرے کا حسن محض عارضی ہوتا ہے' زندگی گزارنے کے لیے صرف حسین چہرہ ہونا کافی نہیں ہے۔

❁......❁......❁

چاند رات آن پہنچی تھی' رات گئے میرب شیر خورمہ بنا کر سب کے کپڑے استری کر کے تھکی ہاری کمرے میں داخل ہوئی۔ میں اس کے انتظار میں پہلی بار جاگ رہا تھا۔

''شیر خورمہ لاؤں تمہارے لیے؟'' میرب نے مجھے

For more visit (exponovels.com)

جاگتے دیکھ کر پوچھا۔

"یہاں آؤ۔" میں نے اسے بلایا۔

"جی۔" وہ میرے پاس آ کے رک گئی۔

"بیٹھ جاؤ۔" میرے بدلے انداز نے اسے حیران کیا۔

"تم صبح سے کاموں میں لگی ہو تھک کے بیمار ہو جاؤ گی۔" میں نے نرمی سے کہا۔

"اتنے کام نہیں ہوتے۔" وہ بے نیازی سے بولی۔

"تمہیں اپنا خیال رکھنا چاہیے۔" میں نے کہا۔ اس نے خاموشی سے مجھے دیکھا۔

"تمہیں کون سا کلر پسند ہے؟" میرے سوال پر اس نے مجھے عجیب نظروں سے دیکھا' آدھی رات کو وہ شاید ان باتوں کی توقع نہ کر رہی تھی۔

"سبز اور گلابی۔" وہ سادگی سے بولی۔

"میں نے سب کے لیے تحائف لیے' تم نے مجھ سے پوچھا نہیں کہ میں نے تمہارے لیے کیوں نہیں کچھ خریدا؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"مجھے پوچھنا چاہیے تھا؟" اس نے پُرشکوہ نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ میں شرمسار ہو گیا میں نے کون سے اسے حقوق دیئے تھے جس پر وہ مان کرتی مجھ سے گلہ کرتی۔

"میرب۔" میں نے دھیمے سے پکارا' اس نے نگاہیں اٹھائیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کیسے معافی مانگوں مگر پھر میں نے ہمت کی۔

"میرب...... میں تم سے شرمندہ ہوں' مجھے معاف کر دو۔" میں بہت نادم اور شرمسار تھا' میرب نے چونک کر مجھے دیکھا۔

"میں غلط تھا' زارا کے حسن کو دیکھ کر وقتی کشش کو محبت سمجھ بیٹھا تھا۔ میں نے تمہارا دل دکھایا حالانکہ صرف تم میری محبت کی صحیح حق دار ہو۔ تم بہت اچھی اور مخلص ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں ساری زندگی تم سے محبت اور وفا کروں گا۔" میں نے صدق دل سے کہا۔ میرب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' میں اٹھا اور بیگ سے سبز اور سرخ رنگ کے دو سوٹ اور کانچ کی چوڑیاں نکالیں۔

"یہ میں تمہارے لیے لایا ہوں۔" میں نے پیکٹ رکھے پھر اسے دکھانے لگا۔ "کیسے لگے؟" میں نے اشتیاق سے پوچھا۔

"بہت خوب صورت۔" خوشی سے اس کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں۔

"کل عید ہے مگر میری عید جب ہو گی جب تم مجھ سے ملو گی۔" میں نے مصنوعی یاسیت سے کہا۔

میں نے اسے خود سے قریب کیا' فطری حیا کے باعث وہ گھبرا گئی۔ خوب صورت آنکھوں میں حیا کے رنگ بکھر گئے تھے' پلکیں جھک گئی تھیں۔ میں نے دلچسپی سے اس کے دلکش روپ کو دیکھا اور اپنے حصار میں لے لیا۔

"آئی لو یو اینڈ عید مبارک۔" میں نے محبت سے کہا۔

"آپ کو بھی عید مبارک۔" اس نے شرمیلے انداز میں کہا' میرا قہقہہ بے ساختہ تھا اس نے سر میرے کندھوں پر ٹکا دیا۔ میرے پورے وجود میں سرشاری کی کیفیت تھی۔

آنے والی ہر چاند رات اور عید میرب کے سنگ بے حد دلکش ہوتی تھی۔ میں نے اطمینان سے آنکھیں موندیں اور میرب کی پیشانی پر نرمی سے بوسہ دیا۔

For more visit (exponovels.com)